خواتین کے لیے درس قرآن ڈاٹ کام کا آن لائن میگزین

ای میگزین

پیامِ حیاء

شمارہ نمبر 30

ربیع الاوّل
پہلا ایڈیشن 2023

اسلام میں یومِ پیدائش اور یومِ وفات منانے کا تصور؟

پیامِ حیا میگزین کے لیے تحریر کیسے بھیجیں؟

- ان پیج فائل/ ورڈ فائل بھیجیں۔
- پی ڈی ایف بھیجیں۔
- ایک صاف کاغذ پر خوشخط تحریر لکھیں اور اسکی واضح تصویر لے کر بھیجیں۔

پیامِ حیا کی تحریر کہاں بھیجیں:

ای میل ایڈریس پر بھیجیں۔

payamehaya@darsequran.com

واٹس ایپ نمبر پر میسج کریں۔

00923132127970

کسی بھی موضوع پر کہانی مضمون لکھ سکتے ہیں۔ مستقل سلسلے جیسے حمد ونعت، اقوال زریں، معلومات عامہ، نظم، صحت اور بیوٹی ٹپس، ٹیکنالوجی اور اپنی رائے کے لیے بھی تحریریں ارسال کر سکتے ہیں۔

اپنا اور شہر کا نام ضرور واضح کریں۔

فہرست:

مضامین	صفحہ نمبر
قرآن و حدیث	4
نعتِ رسول ﷺ (ریحانہ اعجاز)	5
سیرتِ رسول ﷺ (مولانا اسماعیل ریحان صاحب)	6
اسلام میں یومِ پیدائش اور یومِ وفات منانے کا تصور؟ (مفتی تقی عثمانی صاحب)	7
حضور ﷺ کا ذکرِ مبارک (فاطمہ سعید الرحمن)	8
نبی کریم ﷺ سے محبت کا معیار (عمارہ فہیم)	9
ماہِ احسان نظم (اسماء صدیقہ)	10
مقصدِ بعثت نبوی ﷺ (ابو محمد)	11
یہ کیسی محبت ہے؟ (بنت مسعود احمد)	13
عاشقِ رسول ﷺ (ناجیہ شعیب احمد)	15
رسول نبی کریم ﷺ بطور داعی و مبلغ (عبد الصبور شاکر فاروقی)	18
طیبہ کے طبیب ﷺ (عذرا خالد، ام عمر کراچی)	20

پیامِ حیاء ٹیم:

مدیرِ اعلیٰ: مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب

ایڈمن و ایڈیٹر: فاطمہ سعید الرحمن

معاونات: سیمار ضوان۔ عمارہ فہیم

ناجیہ شعیب احمد۔ عذرا خالد

Published at:

www.Darsequran.com

Editorial Address:

payamehaya@darsequran.com

القرآن

"حقیقت میں تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ (کی ذات) میں نہایت ہی حسین نمونہ (حیات) ہے، ہر اس شخص کے لئے جو اللہ (سے ملنے) کی اور یومِ آخرت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔"

(سورۃ الاحزاب، آیت: ۲۱)

الحدیث

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک پورا مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کو میری محبت اپنے باپ اور اپنی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ نہ ہو۔"

(بخاری، جلد اول کتاب ایمان: 14)

نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مرے لبوں پہ قصیدہ مرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے
نظر میں میری سراپا مرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے

دکھائی دے جو زمیں ، آسماں پہ نور ہمیں
وہ اور کچھ نہیں جلوہ مرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے

سخی بہت ہیں زمانے میں ، فیض والے بہت
بہے کرم کا جو دریا ، مرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے

یہاں ، وہاں میں سہارے تلاش کرتی نہیں
بڑا ہی خوب سہارا مرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے

بڑے بڑے ہیں شہنشاہ نام والے یہاں
مگر جو درجہ ہے اعلیٰ مرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے

زمیں پہ ہی نہیں ، چرچا ہے آسمان پہ بھی
جو نام عرش پہ لکھا ، مرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے

خدا کے نام کا ریحانہ کلمہ پڑھتے ہیں سب
خدا کے بعد وظیفہ مرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے

ریحانہ اعجاز

سیرتِ رسول ﷺ

مدیر اعلیٰ: مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب

(درس قرآن ڈاٹ کام سیرت النبی ﷺ پروگرام پر ریکارڈ کیا گیا بیان کا خلاصہ۔ از اُم حسن)

ربیع الاول کے ان بابرکات ایام میں رسول اللہ ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے، پہلی وحی آئی، اسی ماہ میں ہجرت کی اور اسی ماہ میں دنیا سے رخصت ہوئے۔

ان واقعات سے اس مہینے کو باقی مہینہ پر فوقیت حاصل ہے۔ اسی مناسبت ربیع الاول میں سیرت النبی ﷺ کا تذکرہ کثرت سے کیا جاتا ہے۔ رسول کریم ﷺ کی زندگی کے جانب ہم دیکھتے ہیں تو انفرادی و اجتماعی تمام مسائل کا حل سیرت النبی ﷺ میں موجود ہے۔

اللہ نے فرمایا: "بہترین نقشہ زندگی میرے حبیب کی زندگی میں ہے اور جو عورت مرد نیک عمل کرے گا اسے ہم بڑی پاکیزہ، عمدہ، راحت والی اور جس زندگی میں مایوسی نہیں ہوگی اسکو نصیب کریں گے۔

ہمارے لیے نمونہ رسول کریم ﷺ کی زندگی ہے۔

ہم موازنہ کریں تو ہر شخص اچھی لائف سٹائل کی دوڑ میں لگا ہوا ہے جس کا معیار ڈگری، پیسے کے ساتھ کیا ہوا ہے یہ دل کی گہرائیوں میں بیٹھ جاتی ہے جہاں نبی اکرم ﷺ کی محبت ہونی چاہیے اسی وجہ سے بے سکونی ہوتی ہے۔

قرآن نے لائف سیٹ کا وعدہ نہیں کیا بلکہ پاکیزگی کا کیا ہے رزق کا بھی اللہ نے اپنے ذمہ لیا کہ کوئی امیر ہوگا کوئی غریب ہوگا۔

اللہ نے رزق کا وعدہ لیا کوئی مخلوق نہیں جسکا رزق اللہ نے نہیں پہنچایا۔ اور تم رزق کی تلاش میں دوڑ لگاتے ہو۔ بلکہ ہمیں چاہیے کہ پاکیزہ زندگی عمل صالحہ کے ساتھ نبی کریم ﷺ والی زندگی پر اپنی زندگی گزاریں۔

نبی پاک ﷺ کی زندگی کیا تھی؟ حضور اکرم ﷺ کی سچی اتباع کرنے والے صحابہ کرام اجمعین انکی زندگی کیا تھی؟ تو نبی ﷺ اور صحابہ کرام کے زندگی میں امیری نہی تھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ دو چاند گزر جاتے سوائے پانی کھجور کچھ نہ ہوتا۔

آج تین وقت کا کھانا کھانے والے بھی قابل اطمینان نہیں ہوتے بلکہ اچھا کھانے پینے والے وہ بھی پریشان بلکہ وہ چاہتے ہیں اس ملک سے نکل جائے۔ باہر ممالک جانا منع نہی مگر ذہن میں یہ لانا کہ اپنی زندگی کو سیٹ کرے گے ایسے نہی ہوگا۔ تو معلوم ہوا اندر ویران چھائی ہوئی ہے یورپ ممالک والے زیادہ ڈپریشن میں ہیں کیونکہ انکا رہبر و رہنما نہی ہے اسوہ حسنہ نہی انکی زندگی میں۔

ہم مسلمانوں کو اتنی بڑی نعمت دی اور رسول اللہ ﷺ کی بعثت فرما کر ہم پر احسان کیا اور ایمان والوں کے لئے بطور خاص رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

ہم شریعت پر، سنتوں پر، مستحبات پر عمل کریں نبی ﷺ کی سیرت کو اپنائیں، لباس شکل صورت اختیار کریں، مسنون دعاؤں کی پابندی کریں، حیا پاکدامنی والی زندگی اپنائیں، کثرت سے درود شریف پڑھیں اور ان سب باتوں کی بنیاد رسول اللہ ﷺ کی محبت دل میں پیدا ہونا ہے اور محبت بھی کامل محبت ہو تو زندگی میں سکون آئے گا۔

اسلام میں یومِ پیدائش اور یومِ وفات منانے کا تصور؟

مفتی اعظم پاکستان تقی عثمانی صاحب

ربیع الاول کا مہینہ شروع ہو چکا ہے۔اور یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس میں ہم سب کے آقائے نامدار سید الاولین وآخرین سرکاردو عالم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے۔ اپ کی ولادت باسعادت اسی مہینے میں ہوئی اور اگر اسلام میں کسی شخصیت کے یوم پیدائش یا یوم وفات منانے کا کوئی تصور ہوتا تو نبی کریم سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت سے زیادہ کوئی اور دن اس کا مستحق نہیں کیونکہ یہ وہ دن تھا جس میں اللہ تبارک وتعالی نے انسانیت کی رہنمائی کے لیے حضور نبی کریم سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں مبعوث فرمایا دنیا کے اندر بھیجا اور وہ ذات اقدس اس دنیا میں تشریف لائی جس کو ساری کائنات کی تخلیق کا مقصد کہا جائے تو غلط نہیں ایک روایت لوگوں کی زبان پر مشہور ہے کہ اللہ تبارک وتعالی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ
یعنی اگر اپ نہ ہوتے تو میں ان اسمانوں کو پیدا نہ کرتا"۔
یعنی واقعتا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات اس کائنات کی تخلیق کا مقصد تھی۔اگر اپ دنیا میں تشریف لانے والے نہ ہوتے تو اللہ یہ کائنات ہی پیدا نہ کرتے۔نہ یہ زمین ہوتی نہ یہ اسمان ہوتا نہ یہ ہوائیں ہوتیں نہ یہ بادل ہوتے نہ یہ سمندر ہوتے اور نہ دریا ہوتے۔
تو درحقیقت یہ کوئی مبالغہ نہیں۔حقیقت ہے کہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس پوری کائنات کی تخلیق کا مقصد ہیں۔
لحاظہ جس دن اللہ تبارک وتعالی نے اپ کو اس دنیا میں مبعوث فرمایا وہ دن یقینا اس کائنات کا سب سے زیادہ مقدس سب سے زیادہ سعادت والا دن تھا سب سے زیادہ مبارک دن تھا۔اس وقت سرکاردوعالم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے۔
تو اگر اسلام میں کسی کے یوم پیدائش منانے کا کوئی تصور ہوتا تو اس دن سے زیادہ کوئی اس بات کا حقدار نہیں تھا کہ اس دن کو ایک عید کا دن بنایا جائے اس کو جشن کا دن بنایا جائے۔
لیکن جو دین لے کر سرکاردوعالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور جس دین کی اپ نے ہمیں تعلیم وتبلیغ فرمائی وہ دنیا سے نرالا دین ہے وہ سارے مذہبوں سے نرالا مذہب ہے۔
اس میں اللہ تبارک وتعالی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اور اپ کے اپ کے ذریعے ہمیں جو تعلیمات عطا فرمائی ہیں وہ یہ ہیں کہ رسمی طور پر دن منانے سے کچھ نہیں ہوتا۔ کسی کا یوم پیدائش منالو، کسی کا یوم وفات بنالو،اس کے اوپر جشن کرلو،اس کی یاد میں چراغاں کرلو اس سے کچھ نہیں ہوتا۔اصل بات یہ ہے کہ جو پیغام وہ لے کر تشریف لائے تھے جو تعلیم انہوں نے دی تھی اور جو ہدایات انہوں نے عطا فرمائی تھیں ان پر کتنا عمل کرنا ہے۔
ہمارا سارا دین ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ رسمی رسمی طور پر دن منانے سے کچھ نہیں ہوتا۔رسمی طور پر کوئی کاروائی کرنے کی کوئی حقیقت نہیں۔اصل بات یہ ہے کہ اس روح کو دیکھو اس پیغام کو دیکھو جو سرکاردوعالم صلی اللہ علیہ وسلم لے کر تشریف لائے۔

حضور اقدس ﷺ کا ذِکر مبارک

فاطمہ سعید الرحمن

یہ بات روزِ روشن سے بھی زیادہ واضح ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی محبت ہر مؤمن کے اِیمان کا اہم جُز ہے،اور حضور اقدس ﷺ کی پیدائش سے لے کر وِصال تک پوری مبارک زندگی کی سیرت اور حالات کا تذکرہ بڑی ہی رحمتوں اور برکتوں کے نزول کا باعث ہے حضور اقدس ﷺ کے ذکر مبارک کو زندگی کا ایک اہم جُز بنائے،اپنی زبان اور دل کو حضور اقدس ﷺ کی سیرت کے تذکروں سے منوّر کرے اور حضور اقدس ﷺ کی محبت میں ان کی حیاتِ طیّبہ کے مبارک حالات سے بھرپور واقفیت حاصل کرے۔

حضور اقدس ﷺ کے ذکر مبارک کی قبولیت کی شرائط ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا ذکر مبارک شریعت کی تعلیمات کے مطابق کیا جائے. حضور اقدس ﷺ کا ذکر مبارک اِخلاص کے ساتھ ہو کہ صرف اللہ کی رضا کی خاطر کیا جائے،یہی وجہ ہے کہ جو عمل لوگوں کے دِکھلاوے،ریاکاری اور نام و نمود کے لیے کیا جائے تو اللہ کے ہاں اس کی قبولیت نہیں ہوتی۔

فضائل درود شریف:

1۔درود و سلام قربِ مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا ذریعہ ہے 2۔درود و سلام روحانی و جسمانی پاکیزگی کا باعث ہے ”مجھ پر درود پڑھا کرو۔ بلاشبہ مجھ پر (تمہارا) درود پڑھنا تمہارے لئے(روحانی و جسمانی) پاکیزگی کا باعث ہے۔“

3۔درود و سلام شرفِ زیارت مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا وسیلہ ہے 4۔درود و سلام نزولِ رحمتِ خداوندی کا باعث ہے 5۔درود و سلام گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے 6۔درود و سلام دنیا کے غموں کا مداوا ہے 8۔درود و سلام قبولیتِ دعا کا ذریعہ ہے ”مانگ تجھے عطا کیا جائے گا مانگ تجھے عطا کیا جائے گا۔“

چند درود شریف یہ ہیں.

”اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ“

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سیدنا ومولنا محمد وبارك وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا“

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُصَلِّیَ عَلَیْهِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا هُوَ اَهْلُهٗ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَه۔

جو شخص اس درود شریف کو طاق عدد کے موافق پڑھے گا وہ حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کرے گا اور اس پر اس کا اضافہ بھی کرنا چاہیے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَعَلٰی جَسَدِهٖ فِی الْاَجْسَادِ وَعَلٰی قَبْرِهٖ فِی الْقُبُوْرِ سب سے زیادہ لذیذ تر اور شیریں تر خاصیت درود شریف کی یہ ہے کہ اس کی بدولت عشاق کو خواب میں حضور سرورِ کونین ﷺ کی زیارت میسر ہوتی ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت کا معیار

✍ عمارہ فہیم

ہر کوئی یہ چاہتا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرے اور نبی علیہ السلام اور اللہ رب العزت اس سے راضی ہوں پھر خواہش مزید بڑھتی ہے اور دل میں ارمان جاگتے ہیں کہ مدینہ کی زندگی اور موت نصیب ہو جائے پھر مزید خواہش میں اضافہ ہوتا ہے کہ جنت البقیع میں جگہ مل جائے۔

حافظ ابراہیم نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ کے بیان میں سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا، مدینہ میں زندگی گزارنا یا جنت البقیع میں تدفین ہو جانا یہ تینوں نعمتیں واقعی بہت بڑی ہیں اور خوش نصیب لوگوں کو ملتی ہیں۔

لیکن خواب چند لمحوں کا پھر مدینہ طیبہ کا قیام بھی ایک وقت بعد ختم جنت البقیع میں جگہ مل گئی مگر یہ بھی ایک مدت تک کی بات ہے پھر قیامت کے قریب صبح اٹھنا ہے تو اب ان تینوں باتوں کے بہت بڑا ہونے کے باوجود ان کی ایک لمٹ ہے ایک مدت بعد یہ سب ختم لیکن ایک نعمت ایسی ہے وہ اگر کسی کو مل جائے وہ واقعتا حقیقی خوش نصیب ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کیا ہے؟

وہ ہے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا جنت میں پڑوس مل جانا

یہ تو معلوم ہو گیا کہ حقیقی خوش قسمت کون ہے مگر اب بھی ایک سوال باقی ہے کہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوس کیسے ملے گا؟

اس کے لیے ہمیں چاہیے کہ ہم ایسی زندگی گزارنے والے بن جائیں جس سے اللہ راضی ہو جائیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنے والے ہوں تب یہ عظیم نعمت مل سکتی۔ علماء کرام نے اس بارے میں کچھ رہنما اصول بتائے ہیں جن کو فالو کر کے ہم جنت میں اپنا گھر بنا سکتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی سچی محبت ہو جو آپ کو جنت میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیق بنا دے، پڑوسی بنا دے، ساتھی بنا دے۔ کامل محبت سچی محبت ہے۔

حدیث میں آتا ہے۔ "المرء مع من احب

جو جس سے محبت کرتا ہے قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہو گا۔

تو ہم اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کریں گے تو قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی ہوں گے۔

ایسا نہیں ہے کہ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت نہیں ہے ہم سب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت تو ضرور ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا ہماری محبت اتنی ہے کہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جنت میں پڑوس دلوا دے یا اس محبت میں کمی ہے اور ہمیں محنت کرنے کی ضرورت ہے، اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آ کر عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے سب سے زیادہ آپ سے محبت ہے اپنے ماں باپ، آل اولاد سے، خاندان سے، مال دولت ہر چیز سے زیادہ محبت ہے لیکن میری اپنی جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبت آپ سے ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے محبت کا وہ اعلیٰ مقام پیش کیا جو ہم سے میں شاید کوئی پیش نہیں کر سکتا

کئی مرتبہ کام،کاروبار،نوکری،اولادیااپنی خواہشات کی وجہ سے ہم سنت کے خلاف کام کر لیتے ہیں، گناہ کر لیتے ہیں اور عمر فاروق وہ درجہ پیش کر رہے ہیں جو میں اور آپ پیش کرنے سے قاصر ہیں لیکن اس درجہ کو پیش کرنے کے بعد ہوا کیا؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر! نہیں نہیں! ابھی نہیں تمہارا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں تمہاری جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں،حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فوراً یہ کہا: یا رسول اللہ! اب آپ عمر کو عمر کی جان سے زیادہ محبوب ہیں۔

حضرت عمر فاروق کی بات سن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر اب تمہارا ایمان مکمل ہوا اب بات پوری ہوئی۔

یعنی اتنی محبت درکار ہے کہ درمیان میں کوئی اور بات سنی، کہی، سوچی اور سمجھی بھی گوارا نہیں۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی کامل محبت ایسی سچی محبت جیسی صحابہ کرام کو تھی ویسی ہوگی تو بات بنے گی ورنہ ہماری بات ادھوری رہ جائے گی۔

تو میں اور آپ اگر یہ چاہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جنت میں پڑوس مل جائے تو ہمیں ٹوٹ کر محبت کرنی ہے، کامل محبت کرنی ہے اور محبت جب کرنی ہے تو لا جک کے پیچھے نہیں پڑنا بس ایک ہی بات کافی ہے کہ ہمارے نبی ہیں ہمیں محبت کرنی ہے اور اتباع کرنی ہے۔

اور یہاں یہ بھی یاد رہے اس محبت کی کوئی لمٹ نہیں ہے یہ ان لمٹیڈ ہے خواب چند لمحے چند منٹ زیادہ سے زیادہ ایک رات کا کچھ حصہ۔ مدینہ میں رہنا چند سال زیادہ سے زیادہ موت تک۔ اور قبر میں رہنا زیادہ سے زیادہ قیامت کی صبح تک لیکن جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوس مل جانا یہ ہمیشہ ہمیشہ کی بات ہے۔ اور ہمیں یہی چاہیے بس یہی!

اور اس کے لیے ہمیں محبت کا معیار درست کرنا ہو گا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی محبت کو خالص کرنا ہو گا۔

اللہ رب العزت ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خالص محبت اور جنت میں آپ کا پڑوس نصیب کریں آمین

ماہ احسان

یہ ماہ احسان رب تعالیٰ
ہداہتوں کا گھنیرا ہالہ
ضلالتوں کی اندھیری شب میں
وہ صبح ادراک کا حوالہ
تھا شب گزیدہ سی بستیوں کو
وہ نور رحمت کا اک سنبھالا
کثافتوں کا کریہہ منظر
طہور عرفاں میں ڈھلنے والا
اسی کے دم سے تو آج تک ہے
خزاں کا منظر بدلنے والا
گلاب موسم میں ڈھلنے والا

اسماء صدیقہ کراچی

مقصد بعثت نبوی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

ابو محمد

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات و صفات کے بہت سارے روشن پہلو ہیں، جن کو قرآن و حدیث نے بیان کیا ہے۔ بلا شک وشبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے ساتھ ہر مسلمان کا قلبی وروحانی تعلق ہے اور یہی اصل ایمان بھی ہے اس کے ساتھ ساتھ سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صفاتی و عملی پہلو بھی بنیادی اہمیت کا حامل ہے اور نجات کا دار ومدار ذاتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہی ممکن ہے۔ اس لیے ہر مسلمان کے لیے لازم ہے کہ وہ سیرتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عملی پہلو کو اختیار کرے۔ ماہ ربیع الاوّل چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کا مہینہ ہے اس لیے جہاں پر میلادِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محافل، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کانفرنسز منعقد کی جاتی ہیں وہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ سیرت کے علمی پہلو کو بھی اجاگر کیا جائے اور ان پر عمل بھی کیا جائے اور خاص طور پر بعثت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقاصد پر بھی غور وفکر کیا جائے۔

پہلا مقصد: تلاوتِ قرآن

حافظِ قرآن کی فضیلت:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن مجید میں ماہر ہو وہ ان فرشتوں کے ساتھ رہتا ہے جو معزز اور بزرگ ہیں اور نامہ اعمال یا لوحِ محفوظ کو لکھتے ہیں اور جس شخص کو قرآن مجید پڑھنے میں دشواری ہوتی ہے اور اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اس کو دو اجر ملتے ہیں۔

پہلا مرتبہ اس مسلمان کا ہے جو قرآن مجید کے حفظ، اس کی کثرتِ تلاوت اور اس کے معانی اور مطالب پر غور وخوض میں منہمک اور مستغرق رہتا ہے جس کو یہ مہارت حاصل ہوتی ہے کہ وہ قرآنی آیات کے مطالب اور معانی اور ان سے حاصل شدہ مسائل آسانی سے بیان کر سکتا ہے۔ دوسرا درجہ اس مسلمان کا ہے جس کو مہارت کا یہ مرتبہ تو حاصل نہیں ہوتا لیکن وہ قرآن مجید کی تلاوت میں کوشاں رہتا ہے اور باوجود استعداد اور صلاحیت کی کمی کے قرآن مجید سے رابطہ ٹوٹنے نہیں دیتا، اسی درجہ سے اس کو دو اجر ملتے ہیں (شرح صحیح مسلم)

دوسرا مقصد: تعلیم قرآن

نبی ﷺ نے مرادِ خداوندی کو سمجھایا اور آیات قرآنی کی تشریح کر کے امت کو اس کے مقصد سے آگاہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کیا چاہتے ہیں؛ اس لیے صحابہ کرامؓ جہاں الفاظِ قرآنی کے یاد کرنے کا اہتمام کیا کرتے تھے، وہیں معانی و مطالب کو بھی سمجھنے میں مصروف رہا کرتے تھے۔ قرآن مجید کو پڑھنے کے ساتھ اس کے معانی اور مضامین میں تدبر کرنا، اس کے مفہوم میں غور وفکر کرنا، تفاسیر قرآن کی روشنی، نبی کریم ﷺ کی تشریحات اور صحابہ کرامؓ کے عمل سے قرآن مجید کے مقصود تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کرنا بھی ضروری ہے قرآن مجید کی تعلیمات کے مطابق عمل کرنا بھی اہلِ ایمان کی ذمہ داری ہے۔

تیسرا مقصد: تزکیۂ نفس

نبی اکرم ﷺ کا تیسرا مقصد دنیا میں بھیجے جانے کا یہ ہے کہ آپ

ﷺ انسانوں کے دلوں کو پاک صاف کریں،ان کے دلوں میں کفر و شرک کی جو گندگیاں اور اخلاق واعمال کی خرابیاں ہیں ان کو نکال باہر کریں اور دلوں کو اس قابل بنائیں کہ وہ یادِ الٰہی کا مسکن اور محبتِ رسول ﷺ کا مرکز بن سکے؛ چناں چہ آپ ﷺ نے جہاں معاشرہ کی اجتماعی اصلاحی کوششیں کی، وہیں انفرادی طور پر بھی دلوں کی اصلاح کا اہتمام فرمایا۔ اس کے لیے آپ ﷺ نے امت کو اس بات کی تعلیم دی کہ ہمیں سب سے پہلے اپنے دل کو برائیوں سے پاک کرنا ضروری ولازم ہے؛ تاکہ اچھی طرح قلب میں محسنات جا گزیں ہوں۔ جو چیزیں انسان کو ہلاک کرنے والی اور دین و دنیا میں نقصان کا باعث ہوتی ہیں جیسے: حسد، کینہ، کذب، غیبت، بغض، عناد، طمع اور بخل ان تمام سے بہت اہتمام کے ساتھ بچنے کی تعلیم دی۔ دل کی اصلاح یقیناً سارے اعمال میں انقلابی روح پیدا کرنے والی ہے۔

چوتھا مقصد: تعلیم حکمت

چوتھا کام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا امت کو حکمت کی تعلیم دینا ہے۔ حکمت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ (تفسیر ابن کثیر: ۳/۲۵۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی میں انسانوں کے لیے ہر اعتبار سے نمونہ موجود ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام تر تعلیمات انسانیت کے لیے سعادت و کامیابی کی علامت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع پر اپنی محبت کو موقوف رکھا ہے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی علامت یہ ہے کہ دونوں کی اطاعت کی جائے۔ اور لکھا ہے کہ: نبی کریم سے محبت کی علامت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے محبت کرنا ہے۔ (تفسیر قرطبی: ۵/۹۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص میری سنت سے محبت رکھتا ہے درحقیقت وہی مجھ سے محبت رکھتا ہے اور جو مجھ سے محبت کرے گا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ (مشکوۃ: ۱/۳۸۳)

قیامت تک آنے والی انسانیت کے لیے یہ چار چیزیں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں کہ اس کی روشنی میں خود کو سنوارنے اور معاشرہ کو سدھارنے کی کوشش کی جائے۔ امت میں تلاوتِ قرآن کا مزاج پیدا کیا جائے جو برکتوں اور رحمتوں کا ذریعہ ہے، معانی قرآن کو سمجھتے ہوئے مطالباتِ قرآن کو پورا کرنے کی دعوت دی جائے جس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ مردہ دلوں کو زندہ کرنے، اور روح کی بیماریوں کا علاج کروانے کے لیے اہل اللہ سے رجوع ہونے اور اللہ کے نیک بندوں کی صحبت سے فائدہ اٹھانے کی تلقین بھی ضروری ہے، جس سے ذات کی بھی اصلاح ہوگی اور معاشرہ کی بھی اور سنتوں سے زندگیوں کو روشن کرنے، گھر اور ماحول میں سنت کی تعلیمات کو عام کرنے کی محنت کو عام کیا جائے۔

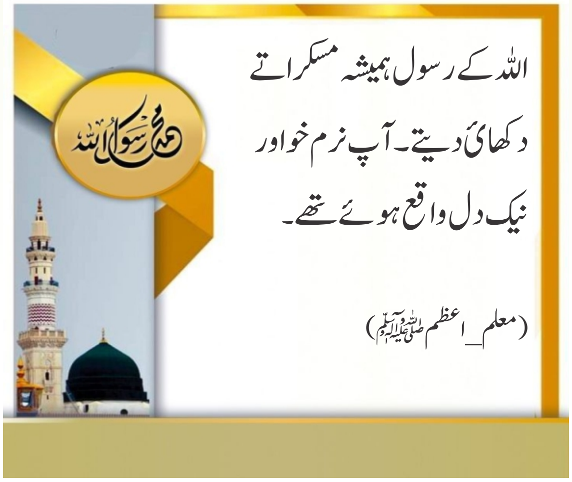

یہ کیسی محبت ہے؟

بنت مسعود احمد

بریانی شربت بانٹ کر گھر کے مکین تھکن سے نڈھال ہو چکے تھے۔ مغرب کی اذان سنتے ہی سب ایک ایک کر کے اپنے کمروں میں جا لیٹے مگر ان سے اس وقت لیٹا ہی نہ گیا۔ وہ آج صبح ہی چند دن رہنے کی غرض سے کئی سال بعد اپنے بھانجوں کے پاس کراچی آئیں تھیں۔۔ اکرم صبح دس بجے انہیں بس۔ اڈے سے لے آیا تھا وہ اپنی بیٹی داماد کے ہمراہ کراچی تک آئی تھیں یہاں پہنچ کر وہ اپنے سسرالی عزیزوں کے یہاں چلے گئے اور وہ یہاں آ گئیں۔۔۔ وہ اکرم کے ساتھ گھر پہنچیں تو یہاں عجیب افراتفری کا عالم تھا۔ معلوم یوں ہوتا تھا کہ گھر میں کوئی بڑی تقریب ہو۔ بہو عذرا نے بڑے پتیلے میں دودھ چڑھا رکھا تھا اور خود بیٹھی بادام پستے کتر رہی تھی اور ساتھ سب کی خیریت بھی دریافت کرتی جا رہی تھی وہ تھوڑا حیران تو ہوئیں مگر بولیں کچھ نہیں۔ سب اپنی دھن میں لگے تھے ظہر سے عصر ہو گئی پر نمازوں کی فکر کسی کو نہ تھی۔ نماز تو میرے نبی کریم ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔۔۔ یہ سوچ آتے ہی ان کا دل ملال سے بھر گیا۔ گھر میں عید کا سا سماں تھا سب ہی اچھے کپڑے پہن کر تیار تھے شربت اور دیگ کی بریانی محلے کے علاوہ سسرالی عزیزوں کو بھی بھیجی گئی لیکن برابر میں رہنے والے سگے بھائی کو بھیجتے ہو اکرم ہچکچاہٹ کا شکار تھے۔

"میں ذرا اسلم کی طرف جا رہی ہوں۔" لاؤنج میں صوفے پر براجمان علی کو بتا کر وہ باہر نکلیں دونوں گھر باہم ملے ہو تھے صحن میں ایک طرف کو لگے چھوٹے گیٹ کو عبور کرتیں وہ مصنوعی روشنیوں سے جگمگاتے گھر کو چھوڑ کر دوسرے پورشن میں چلیں آئیں۔ چھوٹے سے سرسبز صحن سے ہوتی ہوئی وہ گھر کے داخلی دروازے پر آ ٹھہریں اور دستک دی۔

فاطمہ نمازی کی طرح دوپٹہ باندھے ان کے سامنے تھی۔

"السلام علیکم۔۔ آ جائیں خالہ بی کیسی ہیں؟ میں تو صبح سے آپ کی راہ تک رہی تھی۔" وہ انہیں دیکھتے ہی خوش دلی سے بولی۔

"بس بیٹے اکرم بڑا ہے تو سوچا پہلے کچھ دیر وہیں ٹھہری رہوں پھر اسلم کی طرف چکر لگاؤں گی۔ اور بچے کہاں ہیں؟ انہوں نے لاؤنج خالی دیکھ کر پوچھا۔

"نماز پڑھنے گئے ہیں آتے ہی ہوں گے زینب کیسی ہے سنا ہے وہ بھی آپ کے ساتھ ہی آئی ہے؟"

"ہاں اسی کی وجہ سے تو میں نے بھی ہمت کر لی۔"

"اچھا۔ بات ہو گی تو کہوں گی کہ نند سے مل کر ہمارے یہاں بھی دو ایک دن ٹھہرے۔" فاطمہ خلوص سے بولی۔

"ہاں چند دن میں یہاں بھی چکر لگا گی۔" وہ صوفے پر بیٹھتے ہو بولیں۔

ابھی وہ یہی باتیں کر رہیں تھیں کہ اتنے میں اسلم اور بچے بھی آ گئے۔

"السلام علیکم خالہ بی۔۔ کیسی ہیں؟ اب کی بار تو آپ پورے پانچ سال بعد کراچی آئیں ہیں۔ مدرسہ کیسا چل رہا آپ

کا؟ماشاءاللہ دین کی خدمت کی سعادت بڑی چیز ہے۔"اسلم انہیں دیکھ کران کے پاس آبیٹھے۔

"بس بیٹے اللہ پاک نے دین کے کاموں میں لگار کھا ہے۔مالک کا بہت شکر احسان ہے، وہ قبول کرلے یہ سب سے بڑی بات ہے۔"وہ مسکرا کر گویا ہوئیں۔

***

رات کے کھانے سے فراغت کے بعد وہ لاؤنج میں فرشی نشت پر اسلم کے ساتھ باتوں میں مشغول تھیں کہ فاطمہ کی آواز سن کر اس طرف متوجہ ہوئیں۔

"چلو بھئی آج عائشہ کی باری ہے۔"فاطمہ نے دیوار گیر الماری سے کتاب اٹھاتے ہو کہا۔

"کس چیز کی باری؟"انہوں نے حیرت سے پوچھا۔

ہم تینوں بہن بھائی روزانہ باری باری سیرت النبی ﷺ اور صحابہؓ کی سیرت سے کوئی بھی واقعہ پڑھ کر سناتے ہیں۔طلحہ نے دادی کو بتایا۔

"اچھا۔واقعی ماشاءاللہ یہ تو بہت ہی اچھی بات ہے"۔عائشہ نے پڑھنا شروع کیا تو وہ اس کی طرف متوجہ ہو گئیں۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ :ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی، پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے، پھر نہایت بلیغ اور موثر انداز میں وعظ فرمایا، جس کی وجہ سے حاضرین کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور دل لرز اٹھے،ایک صحابیؓ نے عرض کیا:یا رسول اللہ!یہ تو گویا رخصت کرنے والے کی نصیحت ہے، ہمیں اور بھی نصیحت فرمائیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم کو تقویٰ اختیار کرنے اور سننے و فرمانبرداری کی وصیت کرتا ہوں، اگرچہ تمہارا امیر حبشی غلام ہو، تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف دیکھے گا، ایسے حالات میں تم پر لازم ہے کہ تم اس طریقے پر جمے رہو جو میرا طریقہ ہے اور میرے بعد ان خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا طریقہ ہے جو ہدایت یافتہ ہیں، تم اس کو مضبوطی سے پکڑو اور داڑھوں سے مضبوطی سے پکڑلو، اور ہر بدعت سے پوری طرح پرہیز کرو، اس لیے کہ دین میں ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"(مشکوۃ،ج:۱،ص:۲۹)

واقعی بچوں آج جس دور میں ہم جی رہے ہیں اس میں بدعات و منکرات کا طوفان برپا ہے۔۔۔ہر کوئی بدعت کو دین اور ثواب سمجھ کرنے میں لگا ہے بنا یہ سوچے کہ ایک بار اس عمل پر غور کرلیں آیا یہ قرآن وسنت اور صحابہ کی سیرت سے میل کھاتا ہے یا نہیں؟ہم نے غور وفکر کرنا چھوڑ دیا ہے بس آنکھیں بند کر کے اندھی تقلید میں جت گئے ہیں۔

عائشہ حدیث سنا کر خاموش ہوئی تو وہ دردمندی سے بولیں۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے۔

ترجمہ:۔"جس نے حکم مانا رسول کا اس نے حکم مانا اللہ کا۔اور جو الٹا پھرا تو ہم نے تجھ کو نہیں بھیجا ان پر نگہبان"۔

ترجمہ شیخ الہندؒ)پس جب آپ ﷺ کی سنت، رضائے الٰہی کا معیار ہوئی اور آپ ﷺ کی اطاعت عین اطاعت خداوندی قرار پائی۔۔۔۔بقیہ صفحہ ۱۸ پر-------------

عاشقِ نبی ﷺ

سیدہ ناجیہ شعیب احمد

ہماری مناہل کی آواز بلبل کی طرح سریلی ہے۔وہ تو کوئل کی طرح کوکتی ہے۔''

''ہاں ماشاءاللہ مناہل بہت خوش الحان ہے مگر افسوس! وہ اپنی اس خداداد صلاحیت کو ضائع کر رہی ہے۔''

''وہ کیسے؟''

''غیروں کی تقلید کرتے ہوئے۔۔۔'' صباح جو بسمہ اور مناہل کی ہم جماعت ہونے کے ساتھ ساتھ ان دونوں کی مشترکہ سہیلی بھی تھی نے انتہائی دکھی لہجے میں کہا۔

بسمہ نے حیرت سے اسے دیکھا اور زیرِ لب بڑبڑائی۔

''ہونہہ! تو تم بھی حسد میں مبتلا ہو۔'' یہ کہتے ہوئے بسمہ نے صباح کو ملامت بھری نظروں سے گھورا اور اسے وہیں کھڑا چھوڑ کر آگے بڑھ گئی۔صباح اور مناہل ہم جماعت ہونے کے ساتھ ساتھ سگی خالہ زاد بہنیں بھی ہیں۔یہ ان کے اسکول کا گراؤنڈ تھا۔جہاں روز آدھی چھٹی یعنی بریک ٹائم پر ہری بھری نرم گھاس کے میدان کے ایک کونے میں دس بارہ طالبات مناہل کے گرد گھیرا ڈالے بیٹھے رہتیں۔وہ سب مناہل سے اپنی اپنی پسند کے گانے سننے کی فرمائشیں کیے جاتیں اور مناہل مسکرا مسکرا کر بڑی خوش دلی سے ان کی فرمائش پورا کرنے میں بڑے ذوق وشوق سے مصروف رہتی۔وہ لہک لہک کے بڑے جذب سے گانے گاتی تھی کہ ساری سہیلیاں تالیاں بجاتے ہوئے اسے ڈھیروں داد دیتیں۔اتنی ساری داد و تحسین نے اس کا سیروں خون بڑھا دیا تھا۔صباح یہ سب دیکھ کر دل ہی دل میں کڑھتی رہتی کیسے مناہل کی نادان خوشامدی سہیلیوں نے اس کی آواز کی تعریفیں کر کر کے اسے ساتویں آسمان پر چڑھا دیا تھا کہ وہ خود کو کسی مشہور گلوکارہ کی شاگردہ سمجھنے لگی تھی۔

بسمہ اور مناہل آپس میں سگی چچا زاد بہنیں ہیں۔

مناہل ایک ایسے مسلم گھرانے میں پیدا ہوئی تھی جو بس نام کے ہی مسلمان رہ گئے تھے۔

اس گھرانے میں مشہور تھا کہ موسیقی روح کی غذا ہے۔سو خوشی کی تمام تقریبات میں آلاتِ موسیقی کا باقاعدہ انتظام کیا جاتا۔ساز کے تال پر مناہل کی مسحور کن آواز کا جادو سر چڑھ کر بولتا۔لوگ اش اش کر اٹھتے۔اس گھرانے میں گانا بجانا ہنر اور فن سمجھا جاتا تھا۔کسی کی آواز اچھی ہو اور اسے گانا بھی اچھا گانا آتا ہو تو اسے قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا۔سو دیکھتے ہی دیکھتے مناہل کے خوش گلو ہونے کا ڈنکا گھر سے نکل کر خاندان بھر میں بجنے لگا۔اسی خاندان میں ایک بزرگ خاتون زینب بی بی جو مناہل کی نانی تھیں اور بہت اللہ والی تھیں۔پیارے نبی ﷺ کی سنتوں پر عمل کرتے ہوئے زندگی بسر کر رہی تھیں۔آنکھوں دیکھی مکھی نگلنا کیسے گوارہ کر لیتیں انہوں نے آواز اٹھائی کہ شریف گھرانے کی بچیوں کے ایسے لچھن کسی طور مناسب نہیں۔یہی نہیں انہوں نے بیٹی داماد کو گھرکا۔''میرے بچو! ناچ گانا مسلمانوں کو ہرگز زیب نہیں دیتا۔نبی کے امتیوں کا یہ شیوہ نہیں کہ ان کی بہو بیٹیاں مغنیہ کے روپ میں شمع محفل بنیں۔''

صد شکر کہ زینب بی بی کی بات ان کے دل و دماغ پر اثر کر گئی۔ مناہل کو سمجھا بجھا کر گانا گانے سے روک دیا گیا۔

......

''خالہ جان! ہمارے گھر میں نعت خوانی کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اپنی پوتی کو ضرور لے کر آیئے گا۔''

زینب بی بی کے بر وقت ٹوکنے سے مناہل ناچ گانے سے تو باز رہی۔ مگر اس کی آواز کا چرچا زِدعام ہو چکا تھا۔ آس پڑوس محلے سے بلاوہ آنے لگا۔ کبھی محفل درود و سلام، تو کبھی میلاد شریف۔ وہ یکسر بدل گئی تھی اب وہ گانے نہیں نعتیں پڑھتی تھی۔ اسے دوسرے علاقوں سے نعتیں پڑھنے کے بلاوے آنے لگے۔ تحفے تحائف، نذرانے، ہدیے سمیٹتے سمیٹتے وہ مشہور ٹی وی چینلز پر نعت خوانی کے خواب دیکھنے لگی۔ اپنی اس خواہش کی تکمیل کے لیے اس نے بڑے پاپڑ بیلے۔ اور پھر گلی محلے کی محافل میں شرکت کرتے کرتے وہ ایک دن مہمان خصوصی کی مسند پر براجمان ہو گئی۔ ہر کوئی اسے پیشگی ادائیگی اور پیشگی بکنگ پر اپنے پروگرام میں بلانا چاہتا تھا۔

''میں پروفیشنل نعت خواں بننا چاہتی ہوں۔''

امی بابا نے خوشی سے اجازت دے دی۔

مگر نانی نے یہاں بھی اعتراض کرتے ہوئے کہا: ''مناہل! آپ کو نعتیہ محافل میں شرکت کی اجازت اس لیے دی گئی تھی کہ حقِ عاشقی ادا کر سکو، مگر تم اپنی آواز کا جادو غیر محارم کے کانوں میں انڈیل کر یہ تمنا رکھتی ہو کہ تمہاری مغفرت کا سامان ہو۔ یہ تمہاری بھول ہے میری بچی!''

''اماں! دینِ اسلام میں ایسی تنگ نظری اور سختی نہیں۔ بچی نیک کام کرنے کا فیصلہ کر چکی ہے اسے دعا دیجیے۔''

لوگ مناہل کی خوبصورت آواز سننا چاہتے تھے۔ اس نے اپنی آواز کو خوب کیش کروایا۔ وہ باقاعدہ نعت خواں بن گئی تھی۔ ملکی و غیر ملکی دوروں پر جانے لگی۔ وہ خوب سج سنور کے، گجرے پہن کر پھولوں کے ہار سے لدی پھندی، خوشبوؤں سے مہکتی لہک لہک کر اپنی دلکش اور حسین آواز میں حمد و نعت خوانی کی محفلیں سجاتی۔ نام، شہرت و مقبولیت اور پیسہ سب اس کے قدموں میں ڈھیر ہوتا چلا گیا۔ سب کچھ اس کی خواہش کے مطابق چل رہا تھا۔

کہ ایک دن ٹی وی چینل پر ریکارڈنگ کے بعد بسمہ اور مناہل کی ملاقات صباح سے ہو گئی۔ وہی صباح جس کے متعلق بسمہ نے کہا تھا کہ تم بھی اوروں کی طرح مناہل کی حسین آواز سے جلتی ہو۔ جبکہ حقیقت یہ تھی کہ صباح کو مناہل کے گانا گانے کا بہت رنج تھا اس نے دل کی گہرائیوں سے مناہل کی ہدایت کے لیے دعا کی تھی۔ جو یقیناً قبول ہوئی۔ بسمہ صباح کو دیکھ کر طنزیہ انداز میں مسکرائی اور بولی: ''صباح! دیکھ لو میری کزن آج ایک مشہور و معروف نعت خواں ہے۔''

صباح پھیکے انداز میں گویا ہوئی۔

''نہیں پیاری! ابھی بھی اس نے گھاٹے کا سودا کیا ہے۔''

گویا صباح کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ مناہل آسمان سے گر کے کھجور میں آ اٹکی ہے۔

''کیوں جل بھن رہی ہو؟ جب وہ گانے گاتی تھی۔ تمہیں

شکایت تھی کہ وہ غیر شرعی کام کرتی ہے۔آج جب وہ گانا چھوڑ کر عشق رسول میں جھوم جھوم کر نعتیں پڑھ رہی ہے تو تب بھی تمہیں مسئلہ ہے۔"

"مسئلہ ؟نہیں نہیں۔میں تو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ حقیقی عاشق اپنے محبوب کی ایک ایک ادا، معمولی سے معمولی بات کو سر آنکھوں پہ رکھتے ہیں۔پر۔یہ کیسا دعوائے عشق ہے ؟ایسے ہوتے ہیں عاشق رسول ﷺ جو اپنے محبوب نبی کا دکھانے والے کام کرتے ہیں؟"

مناہل جواب تک خاموشی سے کھڑی دونوں کی باتیں سن رہی تھی ایکدم غصے میں آگئی اور ہونٹ بھینچ کر بولی:"کیا مطلب صباح؟خواتین کی محافل میں میرا نعتیہ کلام پڑھنا پیارے نبی ﷺ کا دل دکھانا ہے؟

صباح نے بہت تحمل سے مناہل کا ہاتھ تھاما۔نرمی سے سہلاتے ہوئے بولنے لگی۔

"میری پیاری سہیلی !غیر محرم مردوں تک اپنی آواز پہنچانا، خوب سج دھج کر ٹی وی چینل پر آنا۔یہ سب نبی کریم ﷺ کی سچی امتی کو زیب دیتا ہے؟"

مناہل کا ہاتھ کپکپایا۔بس وہ ایک ساعت تھی جب مناہل کی کایا پلٹ گئی۔اسے ایک ایک کرکے نانی کی ساری باتیں یاد آنے لگیں۔آہ میری پیاری نانی وہ انہیں یاد کرکے آبدیدہ ہو گئی۔

.....

مناہل آج بھی جھوم جھوم کر نعتیں پڑھتی ہے۔مگر اپنی آواز کیش نہیں کرواتی۔اسے اپنے سوہنے نبی ﷺ سے سچا عشق ہو گیا ہے۔اور سچے عاشقِ نبی ﷺ اپنے محبوب کا دل دکھانے والا کوئی کام نہیں کرتے۔وہ محفلوں میں نہیں تنہائی میں اپنے پیارے نبی جی ﷺ کی شان میں قصیدے پڑھتی ہے۔درود و سلام کے موتیوں سے مالا پروتی ہے۔نام و نمود، دکھاوے و ریاکاری سے بالاتر ہو کر کیوں کہ اسے مقصود ہے بس ان ﷺ کی رضا۔

ختم شد

نوٹ: یہ کہانی ایک سچی آپ بیتی سے متاثر ہو کر لکھی گئی ہے۔

بقیہ {یہ کیسی محبت ہے؟}

تو جو شخص بھی آپ ﷺ کی سنت اور آپ ﷺ کے مبارک طریقوں کو اپنائے گا اور جو شخص بھی آپ ﷺ کی معین کردہ شاہراہ عمل پر گامزن ہوگا وہ رضائے الٰہی کا مورد ہوگا۔

خالہ بی نے بات مکمل کی تو اسلم صاحب بولے۔

آج کے دن باکثرت خلاف شریعت کام دیکھنے کو ملتے ہیں ہر گلی محلے میں سڑکوں جلوسوں میں ہر طرف بدعتوں کا طوفان برپا نظر آتا ہے۔یہ کیسی محبت ہے؟جو صرف ایک دن کے لیے جوش میں آتی ہے اجو شریعت پر چلتا ہے اس کا ہر دن ربیع الاول ہوتا ہے پھر وہ سال میں ایک مرتبہ ربیع الاول نہیں مناتا بلکہ اس کے لیے ہر دن ربیع الاول ہے۔محبت کے نام پر صرف جلوس ہی جلوس، جھنڈے ہی جھنڈے نظر آرہے تھے۔مسجدیں ویران ہیں سنتیں چھوٹ رہی ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطور داعی و مبلغ

قسط: ۱

عبدالصبور شاکر فاروقی

اچھی بات کا حکم دینا اور بری بات سے روکنا، انسانی فطرت ہے جیسے ہنسنا، رونا، باتیں کرنا، خوش ہونا اور پریشان ہونا انسانی فطرت ہیں۔ یہ الگ بات کہ ماحول کی خرابی یا گردش زمانہ کے سبب یہ عادات دب جائیں۔ اس عادت یعنی "اچھی بات کے حکم دینے یا بری بات سے روکنے" کو عربی زبان میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کہا جاتا ہے، جسے مختصراً دعوت یا تبلیغ بھی کہہ دیتے ہیں۔ اور اس کے کرنے والے کو "داعی" اور "مبلغ" کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی بہتری اور بھلے کے لیے تین سو تیرہ رسول اور تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام بھیجے۔ ان میں سے ہر ایک کا دائرہ کار متعین تھا۔ یعنی وہ کسی خاص ملک، قوم یا علاقے کی طرف بھیجے گئے۔ ان میں سب سے آخر میں ہمارے نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو مبعوث فرمایا گیا۔ آپ کی دعوت کا دائرہ کار وسیع تھا یعنی ما ارسلنك الا كافة للناس کہہ کر پوری دنیا کے لیے داعی بنا کر بھیجا گیا۔ اس لیے آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو خصوصیات و فضائل بھی خاص اور وسیع عطا فرمائے گئے۔

ذیل میں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ان خصوصیات کا تذکرہ کریں گے جن کا تعلق دعوت و تبلیغ سے ہے۔ نیز اس بات کا جائزہ بھی لیں گے کہ آپ علیہ السلام نے ان خصوصیات کو کیسے عظیم مقصد کے لیے استعمال کیا؟ اور ہم کیسے ان کے اسوہ پر عمل کر کے یہ اہم فریضہ سر انجام دے سکتے ہیں؟

داعیانہ خصوصیات اور پیغمبر اسلام

ہمارے نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان تمام صفات کے نہ صرف حامل بلکہ اعلیٰ مثال اور اسوہ حسنہ ہیں۔ مثلاً آپ علیہ السلام کے اخلاص اور حسن نیت پر کون شک کر سکتا ہے؟ خود آپ ہی کا فرمان ہے: انما الاعمال بالنیات (اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔) کفار مکہ نے آپ کو دولت، حسن اور سرداری کا لالچ دینا چاہا تو آپ نے فرمایا: "خدا کی قسم! یہ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں پر چاند رکھ دیں، میں تب بھی اس مقصد سے پیچھے نہیں ہٹوں گا۔" اسی دعوت کی خاطر آپ نے ایسی ایسی قربانیاں دیں، جنھیں دیکھ کر پتھر بھی تھرا اٹھیں لیکن آپ اس عظیم الشان کام سے پیچھے نہیں ہٹے۔ نتیجتاً اس وقت دنیا کی آدھی سے زائد آبادی آپ علیہ السلام کے لائے دین کی پیرو کار ہے۔

آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اسلوب دعوت سے بھی خوب آگاہی تھی۔ کس شخص کو کیسے اور کن الفاظ میں دعوت دینی ہے؟ بخوبی علم تھا۔ رکانہ پہلوان آپ کی مادی طاقت و قوت سے مرعوب ہوا تو لبید بن ربیعہ اور ابو طفیل بن عمرو دوسی آپ کی فصاحت و بلاغت کے دیوانے ہو

گئے۔ثمامہ بن آثال خوبصورتی کو دیکھتے ہی کلمہ پڑھنے لگے تو اہل یثرب آپ کے بارے میں مشہور بشارتیں سن کر ہی ایمان لے آئے۔شاہ حبشہ اصحمہ آپ کے سچے دلائل پر فدا ہوا تو اہل مکہ آپ کے جودوسخا اور عام معافی کے اعلان پر لٹو ہو گئے۔عبداللہ بن سلّام کو آپ کے علم نے متاثر کیا تو سلمان فارسی آپ کے صبر و تحمل پر جان نچھاور کرنے لگے۔سفانہ اور عدی بن حاتم کو آپ کی انسانیت دوستی اور خواتین سے حسن سلوک نے متاثر کیا تو سیدہ جویریہ اور سیدہ ام حبیبہ کے خاندان والے آپ کی دامادی کی بنیاد پر ایمان لے آئے۔ اس کی اتنی لمبی فہرست ہے کہ اسے بیان کرنے کے لیے پوری کتاب درکار ہے۔

غرض آپ کو اپنی دعوت پہنچانے کا ڈھنگ اور طریقہ بخوبی آتا تھا۔آپ اپنے مقصد سے اس قدر مخلص تھے کہ رات دن کا آرام تج دیا۔اس مقصد کے لیے دولت، شہرت، جان، وقت اور عزت سب کچھ داؤ پر لگا دیا۔حج کے موسم میں ایک ایک قافلے کے پاس ٹھہرتے اور انھیں مسلمان ہونے کی دعوت دیتے۔عکاظ اور ذوالمجاز کے مجمعوں میں جاتے، خانہ کعبہ کے گرد بیٹھے سرداروں کو دعوت دیتے۔ کبھی رشتہ داروں کی دعوت کرتے تو کبھی بڑے بڑے بادشاہوں کو خطوط لکھتے۔ کبھی آپ کو غلاموں کے پاس بیٹھے دیکھا جاتا تو کبھی امیر کبیر شرفا کے مجمعے میں۔

غرض کون سا ایسا طریقہ ہے جو آپ نے اپنے رب کا حکم ہر کچے پکے گھر تک پہنچانے کے لیے اختیار نہیں کیا؟ حتیٰ کہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ کے اصحاب نے اقرار کیا کہ آپ نے صرف دین پہنچایا نہیں، بلکہ پہنچانے کا حق ادا کر دیا۔

ایسا نہیں کہ آپ مکہ مکرمہ کی تیرہ سالہ دعوتی زندگی میں بظاہر مکمل کامیابی کے آثار نہ پا کر ناامید یا مایوس ہو گئے ہوں۔بلکہ جب طائف کے جان لیوا حملے میں آپ کے جسد اطہر کو سخت نقصان پہنچایا گیا تب بھی آپ رحمۃ للعالمین نے یہ کہہ کر بددعا دینے سے انکار کر دیا کہ ممکن ہے ان کی نسلیں مجھ پر ایمان لے آئیں۔اپنے مقصد اور اس کے نتائج پر یقین رکھنا کوئی آپ سے سیکھے!

خاتم النبیین پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی دعوت کے تمام نشیب وفراز اور کلیات وجزئیات سے آگاہ تھے۔کوئی بات آپ سے مخفی نہیں تھی۔آپ عقلی و نقلی دلائل کے اسلحہ سے پوری طرح لیس تھے۔مثلاً جب کفار نے آپ سے پوچھا کہ اپنے رب کا تعارف کروائیں تو آپ نے نقلی دلیل پیش کرتے ہوئے سورۃ اخلاص پڑھ کر سنائی۔یعنی" وہ اللہ اکیلا ہے۔وہ بے نیاز ہے۔اس کی کوئی اولاد اور والدین نہیں۔اس جیسا کوئی بھی نہیں ہے۔"جب مشرکین کو اس پر حیرت ہوئی کہ کیسے ایک اللہ تن تنہا سارا انظام دنیا چلا سکتا ہے؟ تو عقلی دلیل پیش کی: لوکان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا"اگر آسمان وزمین میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور معبود ہوتا تو فساد ہو جاتا۔"انھوں نے بڑے آسان پیرائے میں اپنی بات سمجھائی۔

جاری ہے-------------------

طیبہ کے طبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عذرا خالد (ام عمر) کراچی

طب

نبوی صلی اللہ علیہ وسلم دین اسلام کا ایک اہم اور مقدس موضوع رہا ہے۔ طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر اہل اسلام ہر دور میں مطالعہ کرتے ائیں ہیں اور طب نبوی سے استفادہ کرکے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو پورا کرنے میں پیش پیش رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ عطا کیا ۔ باری تعالیٰ نے جب اس کرہ ارض یعنی زمین کو اباد کیا تو حضرت انسان کو زمین پر رہنے کا طریقہ بتایا اور اس کے ساتھ ہی زمین پر موجود اشیاء کا علم سکھایا وران کے استعمال ، فوائد ونقصانات سے بھی آگاہ کیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کے بعد ہر دور میں اللہ تعالیٰ نے نبی اور رسول اپنے بندوں کی ہدایت اور تعلیمات کے لئے بھیجے ۔ یہ پیغمبر اور رسول جہاں لوگوں کو زندگی گزارنے کے آداب سکھاتے تھے اس کے ساتھ ہی صحت مند زندگی کے بارے میں بھی لوگوں کو اگاہی دیتے تھے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو علم الادویہ کا بانی کہا جاتا ہے ۔ حضرت داؤد علیہ السلام جب زمین پر چلتے تھے تو ہر درخت اور راستے کا ہر پتھر حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنا نام اور فوائد و نقصانات بتاتا تھا اور اپ یہ باتیں اپنے ذہن میں محفوظ کر لیتے تھے۔

سورہ البقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

ہم جسے حکمت سکھاتے ہیں اسے لوگوں کی بھلائی کا بہت بڑا زریعہ عطا کر دیا گیا۔

سورہ لقمان میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اور ہم نے لقمان کو دانائی عطا فرمائی کہ اللہ کا شکر کرتے رہو۔ رب العزت نے لقمان کو ایسی شاندار حکمت ودانائی سے نوازا کہ اج بھی لوگ حکمت اور دانائی کی بات کرتے ہیں تو لقمان کی حکمت کو پیش نظر رکھتے ہیں

رب تعالیٰ علم والا، حکمت والا، ہے وہ علیم بھی ہے، حکیم بھی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ شفاء دینے والا بھی صرف اور صرف اللہ ہی ہے۔

جب اللہ ربّ العزت کسی کو علم سکھائے کوئی حکمت کی بات بتائے تو اس کے علم میں کسی کمی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

قرآن مجید میں ارشاد باری ہے سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں ہر وہ علم سکھایا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

امام محمد بن ابو بکر ابن القیم فرماتے ہیں کہ:

علم طب ایک قیافہ ہے۔ معالج گمان کرتا ہے کہ مریض کو فلاں بیماری ہے اور وہ اپنی سمجھ کے مطابق دوائی مریض کے لئے منتخب کرتا ہے۔ لیکن وہ ان میں سے کسی چیز کے بارے میں یقین سے کچھ۔ہیں کہہ سکتا۔

اس کے مقابلے میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طب کے معاملے میں علم قطعی اور یقینی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے اور جس پر ہمارا ایمان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا دادو مدار وحی الہی پر ہے جس میں کسی غلطی اور کوتاہی یا ناکامی کا کوئی امکان نہیں ہے۔ (ماخوز۔ زادالمعاد)

اللہ تعالی نے حضرت انسان کو جب زمین پر آباد کیا تو ابتدا سے ہی اپنی بہترین مخلوق انسان کو صحت مند و تندرست زندگی گزارنے کے آسان طریقے اپنے پیغمبروں کے زریعے انسانوں تک پہنچائے۔

بحثیت مسلمان ہمارا عقیدہ ہے کہ بیماری سے شفا دینے کی طاقت صرف رب کریم کے پاس ہے۔ وہ ہی بیماریوں سے نجات بھی دلاتا ہے اور شفا حاصل کرنے کا ذریعہ یا راستہ بھی اللہ تعالی ہی ہمارے دلوں میں ڈالتا ہے۔

حضرت ابرہیم علیہ السلام کا قول ہے کہ:

بیماری میری اپنی کسی غلطی سے اتی ہے۔ لیکن میرا رب اتنا مہربان ہے کہ جو مجھے اس بیماری سے نجات عطا کر کے مجھے تندرست کرتا ہے۔

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری اور علاج کے اصول اپنی امت کو سکھائے ہیں۔

*اللہ تعالی نے کوئی ایسی بیماری روئے زمین پر نہیں اتاری جس کے ساتھ شفا نہ ہو یعنی اس کا علاج نہ ہو۔

طبیب یا معالج کا کام مریض کو اطمینان دلانا ہے علاج کے لئے ادویہ وہ تجویز کرے گا۔ شفا دینا اللہ کا کام ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تمہارے لئے شفا کے دو مظہر ہیں۔ شہد اور قرآن۔ (ابن ماجہ)

قرآن مجید ہی شہد کو شفا کا ذریعہ حاصل کرنے کا کہتا ہے۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن سے شفا حاصل کرنے کی ہدایت دیتے ہیں۔ اس لئے ہر مسلمان کو قرآن اور شہد سے شفا حاصل کرنے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔

طب نبوی ایک وسیع علم ہے۔ طب نبوی پر مشرقی ماہرین کے ساتھ ساتھ مغربی ماہرین نے بھی اپنی عصری سائنسی تعلیم و تحقیق میں رہنمائی حاصل کی ہے اور طب نبوی سے استفادہ حاصل کیا ہے۔

پاکستانی ڈاکٹر خالد غزنوی صاحب نے ایک معالج کی حیثیت سے تحقیق و تدقیق کے اس میدان میں سائنسی اور طب نبوی میں کارہائے انجام دئے ہیں۔

ہم ان شاءاللہ اس رسالے کہ زریعہ طب نبوی سے مختلف روزہ مرہ کی بیماریوں سے نجات حاصل کرنے کے بارے میں معلومات فراہم کریں گے۔ جاری ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔